www.ashabulhadith.com
free authentic Urdu lectures
Study Circle

کشف الشبہات کا متن

03: سب سے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔۔۔ اور بعض کسی نیک انسان مثلاً لات یا کسی نبی مثلاً عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو پکارتے تھے۔

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ:

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً۔ أَمَّا بَعْدُ:

کشف الشبہات لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبد الوہاب التمیمی رحمہ اللہ کے اس عظیم اور پیارے رسالے کی شرح کا درس جاری ہے۔ پچھلے درس میں ہم پہنچے تھے شیخ صاحب رحمہ اللہ کی اس عبارت تک "وَآخِرُ الرُّسُلِ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم" اور سب سے آخری رسول محمد ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ (الاحزاب:40)

(کہ محمد ﷺ تم میں سے کسی کے باپ نہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے اور خاتم النبیین، انبیاء علیہم السلام کے خاتم تھے)

یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی نبی مبعوث نہیں ہو گا نبوت اور وحی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي" واضح الفاظ ہیں آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ (میں انبیاء علیہم السلام کا خاتم ہوں) "لَا نَبِيَّ بَعْدِي" (میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)۔

یعنی جس نے نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو وہ کافر ہے کیوں کہ اس نے قرآن مجید کی اس آیت کا انکار کیا تکذیب کی اور پیارے پیغمبر ﷺ کی حدیث کا انکار کیا بلکہ اجماع امت کا انکار کیا تو وہ کافر ہے اور جو لوگ اسے نبی مانتے

ہیں وہ بھی کافر ہیں کیوں کہ وہ بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہیں۔

ایک اشکال ہے ، ہم نے یہ کہا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ آخری رسول ہیں ان کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا لیکن یہ تو ہم جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نازل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ہیں عیسیٰ علیہ السلام۔ تو پھر آخری رسول کون ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا محمد ﷺ ہیں؟ کیسے محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں؟

پہلی بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آپ ﷺ سے پہلے ہے اور جو ان کو تعلیمات دی گئیں انہوں نے ان کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچا دیا۔ اور جب عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے کیا نئی شریعت لے کر آئیں گے یا اپنی جو پرانی شریعت تھی وہی لے کر آئیں گے؟ بلکہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے ایک حدیث میں آیا ہے تو نماز کا وقت ہو گا امام مہدی امامت کریں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ یہ دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پیارے پیغمبر ﷺ کی شریعت کو اپنائیں گے۔ تو عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے بعد آئیں گے لیکن نئی رسالت نہیں لے کر آئیں گے۔ اس لیے دیکھیں رسول کسے کہتے ہیں؟ رسول اور نبی میں کیا فرق ہے؟ جو نئی شریعت لے کر آتا ہے وہ رسول ہے یا جو مشرکوں کے لیے بھیجا جاتا ہے وہ رسول ہے؟ شرک آتا ہے تو اللہ تعالیٰ رسول بھیجتا ہے تجدید کے لیے۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَهُوَ الَّذِي كَسَّرَ صُوَرَ هَؤُلاءِ الصَّالِحِينَ"۔

"وَهُوَ" یہ ضمیر کس کی طرف ہے؟ نبی رحمت ﷺ کی طرف ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان صالحین کی تصویروں کو بتوں کو توڑا۔ غور کریں ذرا الفاظوں پر "كَسَّرَ صُوَرَ هَؤُلاءِ الصَّالِحِينَ"۔ کون سے "هَؤُلاءِ الصَّالِحِينَ"؟ "ود، سواع ، يغوث ، يعوق ، نسر" یہ جو پانچ بت ہیں حقیقتاً نیک اور صالح لوگ تھے بزرگ تھے اللہ تعالیٰ کے پیارے تھے جب یہ لوگ مر گئے تو پھر ان کی تصویریں بنائی گئیں، بت بنائے گئے پھر ان کی عبادت کی گئی جب علم جاتا رہا جیسا کہ پچھلے درس میں میں بیان کر چکا ہوں صحیح بخاری کی روایت سے۔ نبی رحمت ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے فتح مکہ میں کعبہ کے ارد گرد 360 بت تھے لوگ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور کعبہ کے ساتھ ساتھ بتوں کو طواف بھی کرتے تھے عجب دیکھیں! دیکھیں شرک ہمیشہ کیا ہوتا ہے؟ "المساواة" برابر کر دینا، دو چیزوں کو برابر کر دیتے ہیں آپ۔ وہ جانتے تھے کہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے حق ہے اور بت ہم نے خود بنائے ہیں اگرچہ کعبہ بھی خود بنایا ہے لیکن کعبہ کو ہم نے حلال مال سے بنایا ہے۔ بتوں کے لیے کبھی حلال مال کا سوچا ان لوگوں نے؟ نہیں سوچا۔ عجب بات یہ ہے کہ جب عبادت کرتے اللہ تعالیٰ کے گھر کا طواف کرتے تو بتوں کو دور نہیں رکھا کعبہ کے ساتھ کعبہ کے اندر کعبہ کے ساتھ جوڑ دیا تاکہ طواف دونوں کا ہو! اللہ تعالیٰ کا حق کسی اور کو دیا۔ طواف ایک ہو رہا ہے لیکن طواف کس کے لیے ہو رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے بھی ہو رہا ہے صرف

اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہو رہا۔ جب آپ ﷺ آئے فتح مکہ کے موقع پر تو آپ ﷺ نے بتوں کو توڑا اور جب بتوں کو توڑ رہے تھے تو آپ ﷺ یہ آیت تلاوت کر رہے تھے ﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (الاسراء:81)۔ اور ان 360 بتوں میں وہ پانچ بت بھی تھے۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ سیدنا نوح علیہ السلام کا زمانہ اور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بہت لمبا عرصہ ہے تو وہ بت کیسے رہے! ارے بت تو نئے نئے بنتے گئے ناں New Edition آتے گئے ناں۔ گاڑی کا نیا ماڈل آ سکتا ہے تو بت کا نیا ماڈل کیوں نہیں آ سکتا بھئی تو نئے ماڈلز آتے رہے ان کی عبادت کرتے رہے۔ الغرض یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب بتوں کو توڑا تو سب کو توڑا۔ 360 بت تھے ان میں پانچ تو یہ تھے پھر جو ارد گرد تھے ان کو بھی توڑا پھر جو مکہ سے باہر تھے ان کو بھی توڑا۔

لات کہاں پر تھا؟ ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ﴾ (النجم:19-20) ہے ناں قرآن مجید کی آیت میں۔ لات یہ ٹانگ والی لات نہیں لات ایک بت کا نام ہے اللات والعزیٰ۔ لات طائف کا بت تھا اور اس کو کس نے توڑا؟ سیدنا ابو سفیان اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہ نے۔ عزیٰ مکہ میں اسے توڑا سیدنا خالد بن ولید رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہ نے۔ منات مدینہ کے قریب تھا اور اسے توڑا ہے سیدنا علی بن ابی طالب رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہ نے۔ تو الغرض جو بت تھے وہ صرف مکہ کے اندر نہیں توڑے گئے بلکہ جہاں بھی موجود تھے نبی کریم ﷺ نے اس خطے سے ان بتوں کو مٹا ڈالا۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَهُوَ الَّذِي كَسَّرَ صُوَرَ هَؤُلَاءِ الصَّالِحِينَ ، أَرْسَلَهُ اللَّهُ إِلَى أُنَاسٍ يَتَعَبَّدُونَ"۔

اب ذرا غور کریں ان الفاظوں پر، فرماتے ہیں "أَرْسَلَهُ اللَّهُ" اللہ تعالیٰ نے پیارے پیغمبر ﷺ کو مبعوث فرمایا "إِلَى أُنَاسٍ" ایسے لوگوں کی طرف "يَتَعَبَّدُونَ" جو عبادت گزار تھے عبادت کرتے تھے اور ان عبادات میں سے "وَيَحُجُّونَ"۔ ان کی عبادت کی نوعیت کیا تھی؟ ایک تو نوعیت یہ تھی کہ وہ جنگلوں اور پہاڑوں کی طرف جاتے تھے اور وہاں پر غور و فکر کرتے تھے (ذرا غور کریں) اور وہاں پر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے تھے۔ تو ایک تو یہ ہے "يَتَعَبَّدُونَ" عبادت کرتے تھے اور ان عبادات میں سے ایک یہ طریقہ تھا "وَيَحُجُّونَ" حج کرتے تھے۔ ابھی میں نے کہا کہ طواف کرتے تھے اور جب طواف کرتے تھے تو بت بھی اس کعبہ کے ارد گرد تھے تو بتوں کا بھی طواف کرتے تھے۔ مشرکین عرب حج کرتے تھے اور شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَيَتَصَدَّقُونَ" اور صدقات اور خیرات بھی دیتے تھے۔

جاہلیت میں بعض صحابہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقات اور خیرات دیتے تھے اے پیارے پیغمبر ﷺ کیا ہمیں اس کا اجر کبھی ملے گا؟

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب اسلام قبول کر لیا تو اسلام کا اجر الگ ہے اور وہ اجر الگ ہے وہ اجر بھی ملے گا لیکن جس

نے اسلام قبول نہیں کیا تو اس کے لیے وہ بے فائدہ ہے کوئی اجر نہیں ملے گا اسے۔ وہ پورا حج کرتے تھے صرف طواف نہیں کرتے تھے قرآن مجید میں ہے ناں کہ عرفات کی طرف وہ نہیں جاتے تھے وہ کہتے تھے ہم اہل الحرم ہیں ہم تو رہیں گے مزدلفہ تک جو حرم کی حدود میں ہے اور جو غیر مکہ کے تھے جو دوسرے تھے وہ جاتے تھے قریش نہیں جاتے تھے تو جو باہر سے آتے تھے وہ عرفات کی طرف جاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے﴿ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ (البقرۃ:199)۔ کہ ان کی طرح نہ کرنا جو قریش کرتے تھے، غلط کرتے تھے۔ حج سب کے لیے برابر ہے قریش کے لیے بھی برابر ہے اور غیر قریش کے لیے بھی برابر ہے جب اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے تو سب برابر ہیں اس میں جیسے نماز ہم سب ایک صف میں کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں عربی ہے، عجمی ہے، کالا ہے، گورا ہے سب ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں تو حج کے بھی سب کے لیے ایک ہی احکام ہیں ناں تو قرآن مجید میں سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ نے جب حج کی آیات نازل فرمائیں تو ان میں یہ پیغام بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

صدقات دیتے تھے، حج بھی کرتے تھے، نماز بھی پڑھتے تھے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے سیدنا ابو ذر رَضِيَ اللہُ عَنۡہُ فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے سے تین سال پہلے میں نماز پڑھتا تھا- نماز بھی پڑھتے تھے لیکن ان کی یہ نمازیں ان کے صدقات و خیرات، ان کا حج... اچھا روزے بھی رکھتے تھے؟ اڑتالیس سال میں سے ایک چیز رہ گئی ناں روزے رہ گئے تو روزے رکھتے تھے؟ صحیح بخاری کی روایت یاد ہے؟ "صِيَامِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الجَاهِلِيَّةِ" جاہلیت میں بھی روزہ رکھا جاتا تھا یوم عاشوراء کا، یہودی بھی رکھتے تھے۔ الغرض، کہ عبادت گزار تھے عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کو ایسے لوگوں کی طرف بھیجا جو عبادت کرتے تھے، حج کرتے تھے، صدقات دیتے تھے۔

"وَيَذْكُرُونَ اللهَ" عجب بات ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتے! "وَلَكِنَّهُمْ" لیکن میں مصیبت ہوتی ہے "وَلَكِنَّهُمْ يَجْعَلُونَ بَعْضَ الْمَخْلُوقَاتِ وَسَائِطَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللهِ" لیکن وہ لوگ بعض مخلوقات کو وسیلہ بناتے تھے وسائط بناتے تھے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے بیچ میں "يَقُولُونَ" وہ یہ کہتے جن کو وہ وسیلہ بناتے "نُرِيدُ مِنْهُمُ التَّقَرُّبَ إِلَى اللهِ" ۔ کیا چاہتے ان سے؟ ان وسیلوں سے کیا چاہتے ہیں؟ سب سے پہلے "التَّقَرُّبَ إِلَى اللهِ" اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا چاہتے ہیں "وَنُرِيدُ شَفَاعَتَهُمْ عِنْدَهُ" اور ہم ان کو اپنا شفیع بنانا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں تاکہ یہ ہماری شفاعت کریں۔ یہ نیک اور صالح ہیں اچھے ہیں تو یہ ہماری شفاعت کریں گے "مِثْلَ" مثال "الْملائِكَةِ وَعِيسَى ، وَمَرْيَمَ ، وَأُنَاسٍ غَيْرِهِمْ مِن الصَّالِحِينَ" فرشتوں کی عبادت کی، عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کی، عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ مریم] کی عبادت کی "وَأُنَاسٍ غَيْرِهِمْ

مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ" اور ان کے علاوہ بھی جو نیک اور صالح لوگ تھے ان کی عبادت بھی کی گئی۔اور یہ غالب ہے عام طور پر یہ یہی کچھ ہوا۔ اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مشرکین کی زبانی ﴿مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى﴾ (الزمر:3)(ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ان بتوں کی عبادت نہیں کرتے الا یہ کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیں)۔

تو اصل مقصد کیا تھا؟ یہ جو بت تھے جن کا طواف کیا جاتا تھا جن کو پکارا جاتا تھا، جن کے لیے حج بھی کیا جاتا تھا، جن کے لیے نذر و نیاز کی جاتی تھی قربانیاں کی جاتی تھیں غرض کیا تھی اس میں؟ ایک تھی ﴿مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى﴾ ہم تو حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا چاہتے ہیں ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا ربّ ہم پر راضی ہو جائے بس۔ راضی کیسے ہو گا؟ ہم تو بدکار ہیں، نافرمان ہیں تو جو نیک اور صالح ہیں ناں یہ، یہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں پیارے ہیں ہم ان کے لیے عبادت کریں گے (دیکھیں) اور یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیں گے کیوں کہ ان کی عبادت اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، یہ غیر اللہ نہیں ہیں۔یہ بات ابو جہل اور ابو لہب کرتے تھے اور ان کا نظریہ تھا یہ۔ معنیٰ پر ذرا غور کریں ﴿مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى﴾ صیغۃ الحصر ہے ﴿مَا﴾ نفی، نافیہ ہے ﴿اِلَّا﴾ الاستثناء ہے اور اگر استثناء فی سیاق النفی آ جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے صرف اور صرف۔ایک ہی وجہ ہے ہمیں بُرا بھلا نہ کہو ہم کوئی غلطی نہیں کر رہے ہم تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی نزدیکی چاہتے ہیں اور یہ فرشتے اور انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں اور نزدیک ہیں ان کی عبادت کریں گے تو اللہ تعالیٰ راضی ہو گا۔

اگرچہ بات وسیلے کی تھی تو کہاں تک پہنچ گئی۔اور عجب بات ہے طاہر القادری کتاب التوحید میں لکھتے ہیں ان کی تصنیف ہے کہ (فرشتے، انبیاء اور صالحین غیر اللہ نہیں ہیں اس لیے ان کے لیے کوئی عبادت کرنا جرم نہیں ہے، ان کے لیے اگر کوئی اچھا عمل کرتے ہیں تو حقیقتاً ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کر رہے ہیں)۔الفاظ دیکھیں میرے بھائی! ابو جہل کے الفاظ دیکھیں اور آج کے شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کے الفاظ دیکھیں عجب بات ہے واللہ! انا للہ و انا الیہ راجعون

یہ دلائل میں پیش کر چکا ہوں پہلے کہ فرشتوں کی عبادت کی گئی، عیسیٰ علیہ السلام کی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی عبادت کی گئی، صالحین کی عبادت کی گئی اور قواعد الاَربع میں تفصیل سے میں نے بیان کیا ہے تو جس نے مزید دیکھنا ہے وہاں پر دیکھ لے۔

یہاں پر دیکھیں سب سے پہلا شبہ جو ہے، اس کتاب میں شبہات آ گئے ہیں، شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا شبہ یہ ہے اس کو ذرا نوٹ کر لیں کہ (اولیاء اور صالحین کی عبادت کی اس لیے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر

دیں)۔ کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اپنے بیچ میں کوئی وسیلہ بنائیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم غیر اللہ کی عبادت کریں اور یہ کہیں کہ یہ ہمارے شفیع ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری شفاعت کریں گے؟ کہاں ہے دلیل؟ اگر ہے تو ہمیں دکھائیں کہ کس آیت میں ہے اور کس حدیث میں ہے بلکہ جو آیات اور احادیث موجود ہیں وہ سب اس کے مخالف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾ (المدثر:48)(اس دن شفاعت کرنے والوں کی شفاعت بھی ان کے کام نہیں آئے گی)۔ اور اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں واضح الفاظوں میں﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾ (البقرۃ:186)۔

وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دور ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نزدیک ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم جھوٹ بولتے ہو۔ (اے میرے پیارے پیغمبر ﷺ کہہ دیں ان کو ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ﴾ (قریب ہوں میں)۔ کس کے قریب ہوں؟ صرف اولیاء، صالحین اور انبیاء علیہم السلام کے قریب ہوں، فرشتوں کے قریب ہوں؟ اللہ تعالیٰ سب کے قریب ہے﴿عِبَادِي﴾ میں سارے شامل ہیں۔﴿عِبَادِي﴾ میں صرف فرشتے، انبیاء علیہ السلام اور صالحین مقصود نہیں ہیں بلکہ سارے کے سارے شامل ہیں (میں قریب ہوں) اور اتنا قریب ہوں کہ ﴿أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا﴾، ﴿إِذَا﴾ شرطیہ ہے ﴿إِذَا دَعَانِ﴾ میں دعا بھی قبول کرتا ہوں بشرطیکہ کوئی مجھ سے مانگے۔ تو یہ وسیلے کہاں سے آئے میرے بھائی؟ ہم شفاعت کا انکار نہیں کر رہے شفاعت ایک اور باب ہے جو ان لوگوں کو سمجھ نہیں آیا یا یہ سمجھنا نہیں چاہتے پھر شفاعت کی شرطیں بھی ہیں۔ کتنی شرطیں ہیں شفاعت کی؟ دو شرطیں ہیں۔ کون سی ہیں؟

1۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو شافع پر اور مشفع پر۔ اللہ تعالیٰ کفر پر راضی ہوتا ہے؟ شرک پر راضی ہوتا ہے؟ تو کافر، مشرک کی شفاعت نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾ اور ﴿وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ﴾ (الانبیاء:28) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کرے گا جن پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے)۔

2۔ دوسری شرط، اللہ تعالیٰ کی اجازت۔ ﴿مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ (البقرۃ:255) (کون ہے وہ کوئی ہے اس پوری کائنات میں جو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر شفاعت کر کے دکھائے)۔ یعنی جواب کیا ہے؟ کوئی بھی نہیں ہے۔ کوئی فرشتہ ہے؟ کوئی نبی کوئی ولی؟ کوئی بھی نہیں ہے۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَبَعَثَ اللهُ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم يُجَدِّدُ لَهُمْ دِينَ أَبِيهِمْ إِبْرَاهِيمَ عليه السلام"

(پس اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا اسی قوم کی طرف)۔ کون سی قوم تھی ؟ جو عبادت گزار تھی۔ "يُجَدِّدُ لَهُمْ دِينَ أَبِيهِمْ إِبْرَاهِيمَ عليه السلام "۔ کیوں بھیجا؟ (سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین کی تجدید کرنے کے لیے)۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی اور رسول۔ جزیرہ عرب میں جو دین باقی تھا وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی شریعت تھی۔ تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کیوں نہیں؟ کیوں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف بھیجے گئے۔ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کہاں پر تھے ؟ مکہ میں تھے۔ جزیرہ عرب میں جو تعلیمات تھیں وہ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے والد سے لی تھیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے تو مکہ میں جو شریعت تھی وہ شریعت ابراہیم علیہ السلام تھی لیکن کیوں کہ لمبا عرصہ تھا سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے لے کر محمد مصطفیٰ ﷺ تک تو اس شریعت کی تعلیمات آہستہ آہستہ مٹی گئیں یہاں تک کہ جزیرہ عرب میں شرک پھیل چکا تھا بہت کم ہی لوگ تھے جو ابھی شریعت ابراہیم علیہ السلام پر قائم تھے ان میں سے ایک سیدنا سعید بن زید بن عمرو نفیل رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡہ تھے جو عشرہ مبشرہ میں دسویں نمبر پر ہیں، وہ صحابہ جن کو ان کی زندگی میں آپ ﷺ نے جنت کی بشارت دی وہ دس صحابہ ہیں۔ ان میں سے دسویں کون ہیں؟ سیدنا سعید بن زید رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡہ۔ ان کے جو والد ہیں زید بن عمرو نفیل وہ اسی شریعت ابراہیم پر قائم تھے اور باقی تھے سبحان اللہ۔ دیکھیں جزیرہ عرب میں جہاں پر عبد المطلب اور ابو طالب جیسی بڑی شخصیات نے شریعت ابراہیم علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل نہیں کیا ان میں ایسا شخص تھا جس کے دل میں ابھی توحید باقی تھی کیوں کہ دین ابراہیم توحید ہے، بنیادی چیز توحید ہے۔ نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں ایک روایت میں کہ قیامت کے دن وہ اکیلا شخص ہو گا امت ہو گا۔ سیدنا سعید رَضِيَ اللّٰہُ عَنۡہ کے جو والد ہیں کیوں کہ ان کی وفات پہلے ہو گئی بلکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ جب ان کو علم ہوا کہ آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا ہے تو وہ روانہ ہوئے اسلام قبول کرنے کے لیے لیکن راستے میں وفات ہو گئی ان کی۔ میں یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں بعض لوگوں کو ابھی بھی غلط فہمی ہے کہ عبد المطلب اور ابو طالب اور جو آپ ﷺ کے والدین ہیں وہ مومن تھے۔ مومن نہیں تھے وہ ان کی وفات شرک پر ہوئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ اصحاب الفترہ میں تھے اس لیے ان کو پتہ نہیں تھے اس لیے وہ مومن تھے۔ ایسے لوگ موجود تھے جن کے دل میں شریعت ابراہیم علیہ السلام ابھی باقی تھی توحید باقی تھے اور جو ایسے لوگ تھے ایک دو اور بھی تھے جب ان کا میلا ہوتا تھا اجتماع ہوتا تھا تو اس میلے میں جا کر توحید کی دعوت دیتے تھے اس کے باوجود بھی ان لوگوں نے ان کی دعوت کو ٹھکرایا ہے اور دعوت کو قبول نہیں کیا۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَ يُخْبِرُهُمْ أَنَّ هَذَا التَّقَرُّبَ وَالاعْتِقَادَ مَحْضُ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالىٰ، لَا يَصْلُحُ مِنْهُ شَيْءٌ لِغَيْرِ اللّٰهِ" اور پیارے پیغمبر ﷺ نے اپنے والد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین کی اور ان کو یہ خبر دی کہ یہ جو نزدیکی تم حاصل کر رہے ہو شفاعت اور وسیلے کی صورت میں یہ محض اللہ تعالیٰ کا حق ہے یہ عبادت ہے "لَا يَصْلُحُ مِنْهُ شَيْءٌ لِغَيْرِ

اللّٰهِ" اور عبادت کسی اور ذات کے لیے کسی بھی طریقے سے جائز نہیں ہے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ عبادت کسی اور کے لیے جائز نہیں ہے چاہے وہ نبی ہو، ولی ہو، فرشتہ ہو کوئی بھی ہو "لَا لِمَلَكٍ مُقَرَّبٍ" نہ کسی مقرب فرشتے کے لیے "وَلا نَبِيٍّ مُرْسَلٍ" اور نہ ہی مبعوث کیے ہوئے نبی کی "فَضْلاً عَنْ غَيْرِهِمَا" اس سے بڑھ کر کہ کسی اور کے متعلق سوچا جائے۔

جب فرشتے اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں ان کے لیے عبادت جائز نہیں ہے اور انبیاء اور رسول جن کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں ان کی عبادت بھی جائز نہیں ہے پھر ان کے بعد میں آنے والی کوئی ایسی ذات ہے کوئی ایسی مخلوق ہے جن کی عبادت کی جا سکے اولیاء ہیں، صالحین ہیں یا جو بھی دوسرے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾ (المائدۃ:72)

(جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیتا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں ہے)۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَإِلاَّ فَهَؤُلاءِ الْمُشْرِكُونَ" (اور الا یہ کہ یہ جو مشرکین ہیں) "يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الخَالِقُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ" (یہ تو گواہی دیتے ہیں) "يَشْهَدُونَ" یہ کلمہ شہادت ہے میرے بھائی "يَشْهَدُونَ" (گواہی دیتے ہیں)۔ کس چیز کی؟ "أَنَّ اللَّهَ هُوَ الخَالِقُ وَحْدَهُ" (کہ بے شک اللہ تعالیٰ خالق ہے اکیلا ہے) "لا شَرِيكَ لَهُ" (اس کا کوئی شریک نہیں) "وَأَنَّهُ لا يَرْزُقُ إِلاَّ هُوَ" (اور رزق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے)۔ "لا ، الا" صیغۃ الحصر ہے ان کو یقین تھا کہ رزق صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے کوئی بت وغیرہ، جو اولیاء صالحین جن کو ہم وسیلہ بناتے ہیں یہ نہیں دے سکتے۔ " وَلا يُحْيِي وَلا يُمِيتُ إِلاَّ هُوَ" (اور زندگی اور موت صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کسی اور کے ہاتھ میں نہیں ہے)۔ زندہ بھی وہی کرتا ہے اور مارتا بھی وہی ہے اس کے سوا کوئی بھی زندہ نہیں کر سکتا کوئی بھی نہیں مار سکتا۔ یہ بات کس کے بارے میں ہو رہی ہے؟ ابو جہل اور ابو لہب کے بارے میں ہو رہی ہے مشرکین عرب کے بارے میں ہو رہی ہے۔ "وَلا يُدَبِّرُ الأَمْرَ إِلاَّ هُوَ" (اور تدبیر اس کے سوا کوئی کرتا ہی نہیں ہے)۔ کس کے سوا؟ اللہ تعالیٰ کے سوا۔ "وَأَنَّ جَمِيعَ السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِيهِنَّ" (اور جتنے بھی آسمان ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے) " وَالأَرَضِينَ السَّبْعَ" (ساتوں زمینیں) "وَمَنْ فِيهِنَّ" (اور جو کچھ ان میں ہے) "كُلُّهُمْ عَبِيدُهُ ، وَتَحْتَ تَصَرُّفِهِ وَقَهْرِهِ" (ان کا یہ بھی ایمان تھا یہ بھی گواہی دیتے تھے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمینوں میں ہے سارے کے سارے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں)۔ عبید، معبود نہیں ۔ سمجھیں ذرا عبید ہیں بندگی کرنے والے ہیں یہ کیڑے مکوڑے بھی اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں، یہ درند اور پرند بھی اللہ

تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں، یہ اولیاء و صالحین کی اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں، انبیاء علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں، فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں سارے عباد ہیں۔" وَتَحْتَ تَصَرُّفِهِ وَقَهْرِهِ " (اور تعالیٰ کے تصرف اور قہر کے نیچے ہیں آگے نہیں بڑھ سکتے)۔ حکم اللہ تعالیٰ کا چلتا ہے ان کا چل نہیں سکتا کیوں کہ وہ خالق ہے یہ مخلوق ہیں، کیوں کہ وہ مالک ہے یہ مملوک ہیں۔

اور اس کی دلیل میں شیخ صاحب رحمہ اللہ خود دلیل بیان کرتے ہیں وہی پڑھ لیتا ہوں میں ، شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَإِذَا أَرَدتَ الدَّلِيلَ عَلَى أَنَّ هَؤُلاءِ الَّذِينَ قَاتَلَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَشْهَدُونَ بِهَذَا" (اور اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں دلیل معلوم ہو کہ بے شک یہ لوگ کہ یہ لوگ جن کے خلاف نبی کریم ﷺ نے جنگ کی اور قتال کیا) "يَشْهَدُونَ بِهَذَا" (وہ ان چیزوں کی گواہی دیتے تھے جو میں بیان کر چکا ہوں) "فَاقْرَأْ قَوْلَهُ تعالىٰ"(بس اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ لو)۔ ایک ہی آیت کافی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾ (یونس:31)(اے میرے پیارے پیغمبر ﷺ ان سے سوال کریں پوچھیں ان سے تمہیں کون رزق دیتا ہے آسمان میں سے اور زمین سے ؟) ﴿اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ﴾ (وہ جو مالک ہے سننے کا اور دیکھنے کا ؟) ﴿وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ﴾ (اور جو نکالتا ہے زندہ کو مردے سے ؟) ﴿وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ﴾ (اور نکالتا ہے مردے کو زندہ سے ؟) ﴿وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ﴾ (اور جو تدبیر کرتا ہے امور کی ؟)۔ کتنے سوال پوچھے گئے ہیں ؟ گنتے ہیں:

1۔ ﴿يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾

2۔ ﴿يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ﴾

3۔ ﴿يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ﴾

4۔ ﴿يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ﴾

5 ۔ ﴿يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ﴾

پانچ سوال ہیں جواب ایک ہے میرے بھائیو ﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ﴾ کون کہیں گے ؟ مشرکین عرب ابو جہل ابو لہب کیا کہتے تھے ؟ ﴿فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ﴾ (وہ ضرور کہیں گے سارے مل کر کہیں گے اللہ ، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے) ﴿فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ (تو ان کو کہہ دیجیے کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہو تقویٰ اختیار نہیں کرتے ہو)۔ ڈرتے پھر کیوں

نہیں ہو اللہ تعالیٰ سے ؟ جب تمہیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رازق نہیں ہے کوئی مالک نہیں ہے کوئی مشکل کشا نہیں ہے کوئی حاجت روا نہیں ہے کوئی تدبیر کرنے والا نہیں ہے تو پھر دوسروں کیوں پکارتے ہو ؟

ان کا جرم کیا تھا ابو جہل ابو لہب کا ؟ ذرا غور کریں ذرا سخت الفاظ آ رہے ہیں، جرم یہ تھا کہ اولیاء اور صالحین کو وسیلہ بناتے تھے اور ان ہی کو پکارتے تھے۔ سمجھیں ذرا۔ ان کو مشکل کشا حاجت روا نہیں سمجھتے تھے، خالق، مالک، رازق نہیں سمجھتے تھے، تدبیر کرنے والا نہیں سمجھتے تھے بلکہ عبادت صرف کرتے تھے۔ دعا ہے، پکار ہے، نذر و نیاز ہے، قربانی ہے، حج ہے طواف ہے، میں پہلے بیان کر چکا ہوں لیکن عجب بات تو یہ ہے کہ آج بعض مسلمان جو کلمہ پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں وہ بعض اولیاء اور صالحین اور انبیاء علیہ السلام کو کس طریقے سے پکارتے ہیں! صرف عبادت صرف نہیں کرتے جو جرم ابو جہل اور ابو لہب نہ کرتے تھے ان لوگوں نے وہ کیا ہے کہ مشکل کشائی اور حاجت روائی بھی بعض اولیاء کو دے دی کہ علی مشکل کشا ہے، غوث حاجت روا ہے۔ یہاں پر ابو جہل اور ابو لہب کیا کہتے ہیں؟ ذرا غور کریں، وہ یہ اقرار کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی خالق نہیں، رازق نہیں، مالک نہیں، تدبیر کرنے والا نہیں، مشکل کشا اور حاجت روا نہیں، زندگی اور موت کا مالک نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔ ﴿اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ کہ جس ذات کو تم واحد ربّ مانتے ہو اس پر تم گواہی بھی دیتے ہو یقین بھی کرتے ہو پھر اسے واحد معبود کیوں نہیں مانتے ہو؟ تمہیں اس ربّ سے ڈر نہیں لگتا جو تمہارے رزق کا مالک ہے زندگی موت کا مالک ہے تو پھر تمہیں پکڑ لے۔ ڈرنا چاہیے کہ نہیں؟ اللہ اکبر

دوسری دلیل، شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی" ﴿قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (المؤمنون:84-89)۔ ذرا غور سے سنیں ﴿قُلْ﴾ (اے میرے پیارے پیغمبر ﷺ ان کو کہہ دیجئے) ﴿لِّمَنِ الْاَرْضُ﴾ (یہ زمین کس کی ہے، ساری کی ساری زمین کس کی ہے ؟) ﴿وَمَنْ فِيْهَآ﴾ (اور جو کچھ زمین میں ہے کس کا ہے اس کا مالک کون ہے ؟) ﴿اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (اگر تم جانتے ہو ؟)۔ کیا وہ جانتے تھے کہ نہیں جانتے تھے؟ اگر نہیں جانتے ہو تو سمجھ لو ابھی جان لو لیکن وہ جانتے تھے، جانتے تھے تو جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ﴾ (وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ)۔ کوئی اور مالک نہیں ہے، یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے اللہ تعالیٰ ہی کا ہے کسی اور کا نہیں ہے۔ ﴿قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (تو کہہ دیجیے کہ پھر کیا نصیحت نہیں حاصل کرتے تم لوگ؟) ﴿قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ﴾ (اے میرے پیارے پیغمبر ﷺ ان کو کہہ دیجیے کہ سات آسمانوں کا ربّ کون ہے ؟) ﴿وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ (اور عظیم عرش کا ربّ کون ہے ؟) ﴿سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ (وہ سب مل کر ایک جواب دیں گے اللہ تعالیٰ کے لیے ہے)۔ جو کچھ زمین میں ہے اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے جو کچھ آسمان میں ہے اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ عرش عظیم مخلوق ہے سب

سے بڑی مخلوق کا مالک بھی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ تو کیا پھر تم ڈرتے نہیں ہو؟﴿قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (ان کو کہہ دیجیے کہ کس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کی ملکیت﴿مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ ﴿وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ﴾ (وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا﴿يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ﴾ ﴿اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ اللہ اکبر، پھر وہی بات ﴿ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ (اگر تم جانتے ہو ؟) ﴿سَيَقُوْلُوْنَ﴾ (وہ ضرور کہیں گے کہ ہم جانتے ہیں)۔ کیا جانتے ہیں ؟﴿سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ﴾ (اللہ تعالیٰ کے لیے ہے)﴿قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ﴾ (پھر تم پر کہاں سے جادو کیا جاتا ہے ؟)۔

کیوں پھرے جاتے ہو تم لوگ؟ کسی نے تم پر جادو کیا ہوا ہے ؟ کیوں حق کو سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے ؟ ایک طرف سے اللہ تعالیٰ کو اپنا مشکل کشا حاجت روا مانتے ہو اور دوسری طرف اپنے جیسی مخلوق کو جو تم سے افضل ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن ان ہی پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دیتے ہو۔

جو شاہد ہے ان آیات میں جو دو آیات ہیں وہ یہ ہے کہ جن کی طرف نبی کریم ﷺ بھیجے گئے مشرکین عرب وہ سارے کے سارے توحید ربوبیت پر ایمان لاتے تھے توحید ربوبیت پر ایمان تھا بس لیکن ایمان ناقص تھا۔ کیوں ناقص تھا؟ کیوں کہ توحید الوہیت اور توحید عبادت میں وہ شرک کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ مطالبہ کیا ہے اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کی زبانی کہ اگر تم واقعی سچے ہو اپنے اس دعوے میں کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے کر آتے ہو تو پھر مکمل ایمان لے کر آؤ ورنہ اس ایمان کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہونے والا۔ مکمل ایمان یہ ہے کہ جیسے مجھے واحد خالق، مالک، رازق، تدبیر کرنے والا، مشکل کشا حاجت روا سمجھتے ہو اسی طریقے سے عبادات بھی صرف اور صرف میرے لیے ہی بجا لاؤ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "فَإِذَا تَحَقَّقْتَ أَنَّهُمْ مُقِرُّونَ بِهَذَا" پھر اگر تم یہ تحقیق کر لو۔ تحقیق کب کی جاتی ہے ؟ جب انسان جدوجہد کرتا ہے اور یقین کر لیتا ہے "فَإِذَا تَحَقَّقْتَ أَنَّهُمْ مُقِرُّونَ بِهَذَا" کہ بے شک وہ ان چیزوں پر اقرار لے آئے تھے۔ اگر تمہیں ابھی شک و شبہ ہے تو پھر دوبارہ ان آیات پر غور و فکر کرو تو "تَحَقَّقْتَ" ضروری ہے۔ بعض لوگ آج تک "تَحَقَّقْتَ" سے دور ہیں ابھی بھی شک و شبہ ہے ان لوگوں کو کہ نہیں جی ابو جہل اور ابو لہب جو تھے وہ مشرک تھے ہم مسلمان ہیں ہم لوگ ایسے نہیں کر سکتے وہ کرتے تھے۔ " فَإِذَا تَحَقَّقْتَ " پہلے اس کی بات چھوڑیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں باقی مسلمان کیا کر رہے ہیں یہ اپنے دل میں بات بٹھا دو سمجھ لو اچھے طریقے سے کہ وہ کیا کرتے تھے ؟ پھر جب آپ دیکھیں کہ آپ کیا کرتے ہیں پھر آپ کو حق نظر آئے گا تو تحقیق پہلے کر لو تحقیق کرنا آپ کا حق ہے۔ "فَإِذَا تَحَقَّقْتَ أَنَّهُمْ مُقِرُّونَ بِهَذَا" کہ وہ اقرار کر چکے ہیں یعنی اعتراف کر چکے ہیں۔ کس چیز پر ؟ توحید ربوبیت پر۔ یاد رکھیں اس چیز کی تحقیق۔ "وَ لَمْ

يُدْخِلْهُمْ فِي التَّوْحِيدِ" اور یہ جو ان کا اقرار تھا اعتراف تھا ایمان تھا انہیں توحید میں داخل نہ کیا موحد نہ ہو سکے۔ کون سی توحید؟ "الَّذِي دَعَاهُمْ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم" وہ توحید جس کی طرف پیارے پیغمبر ﷺ ان کو بلاتے تھے اس توحید کی دعوت کرتے تھے، دعوت و تبلیغ کرتے تھے۔ "وَعَرَفْتَ" اور جب تم نے یہ بھی جان لیا "أَنَّ التَّوْحِيدَ الَّذِي جَحَدُوهُ هُوَ تَوْحِيدُ العِبَادَةِ" اور جس توحید کو انہوں نے جھٹلایا ہے وہ توحید العبادت ہے "الَّذِي يُسَمِّيهِ الْمُشْرِكُونَ فِي زَمَانِنَا الاعْتِقَادَ" جس کو جو ہمارے زمانے کے مشرکین ہیں وہ عقیدہ اور اعتقاد کہتے ہیں۔

اور یاد رکھیں ان کا جو یہ عقیدہ ہے ان کی یہ سوچ کہ صرف توحید ربوبیت ہی کافی ہے یہ غلط سوچ تھی، یہ غلط نظریہ تھا، غلط عقیدہ تھا۔ جب تک توحید ربوبیت کے ساتھ توحید عبادت پر ایمان نہ لایا جائے تو توحید ربوبیت کام نہیں آنے والی اور ایسے شخص کو کبھی موحد کہا نہیں جا سکتا اگرچہ زبان سے کلمہ پڑھتا ہے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لیکن "لا الہ الا اللہ" کا مقصد اور مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق کوئی مالک نہیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس لیے "لا الہ الا اللہ" کا معنی ہے "لا معبود بحق الا اللہ" اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کو بھیجا ہے "لا معبود بحق الا اللہ" کو سمجھانے کے لیے۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔ "لا معبود بحق الا اللہ" کہاں سے ہمیں یہ پیغام ملا؟ محمد رسول اللہ ﷺ سے۔ یہی رسالت تھی جو آپ ﷺ اپنی قوم کی طرف لے کر گئے پوری دنیا تک پھیلانے کے لیے تاکہ سارے لوگ، جن و انس جو مکلفین ہیں وہ اس پیغام کو سمجھ لیں اور اس پر عمل کریں۔

توحید ربوبیت عام طور پر انسان اپنی فطرت سے جانتا ہے۔ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو وہ توحید ہی پر پیدا ہوتا ہے یاد رکھیں، وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق، مالک نہیں ہے تدبیر کرنے والا نہیں ہے لیکن توحید عبادت کو انسان کو سمجھنا چاہیے۔ بغیر غور و فکر کے بغیر اس کو سمجھنے کے بغیر عمل کرنے کے توحید عبادت ممکن نہیں ہے میرے بھائیو۔

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں "كَمَا كَانُوا يَدْعُونَ اللَّهَ سُبْحَانَهُ لَيْلاً وَنَهَاراً ، ثُمَّ مِنْهُمْ مَنْ يَدْعُو الْمَلائِكَةَ لأَجْلِ صَلاحِهِمْ ، وَقُرْبِهِمْ إِلَى اللَّهِ ، لِيَشْفَعُوا لَهُ، أَوْ يَدْعُو رَجُلاً صَالِحاً مِثْلَ اللاَّتِ أَوْ نَبِيًّا مِثْلَ عِيسَى"۔

یہ کیا بات ہو رہی ہے؟ "وَعَرَفْتَ" اگر تم یہ جان چکے ہو یہ پچھلی باتیں کہ "كَمَا كَانُوا يَدْعُونَ اللَّهَ سُبْحَانَهُ لَيْلاً وَنَهَاراً" جیسے کہ وہ لوگ مشرکین عرب اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے تھے دن میں اور رات میں "ثُمَّ مِنْهُمْ" پھر ان میں سے ایسے تھے "مَنْ يَدْعُو الْمَلائِكَةَ" جو فرشتوں کو پکارتے تھے۔ کیوں؟ "لأَجْلِ صَلاحِهِمْ ، وَقُرْبِهِمْ إِلَى اللَّهِ" کیوں کہ فرشتے صالح ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہیں اس لیے ان کو پکارتے تھے "لِيَشْفَعُوا لَهُ" تاکہ ان کے لیے شفاعت کریں "أَوْ يَدْعُو

رَجُلاً صَالِحاً" یا ایک صالح اور نیک کسی شخص کو پکارتے تھے "مِثْلَ اللاَّتِ" جیسا کہ الات "أَوْ نَبِيًّا مِثْلَ عِيسَى" اور نبی جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام ۔ "اللاَّتِ" اسم فاعل لَت سے ، ایک ایسا شخص ہے جو حاجیوں کو ستو پلایا کرتا تھا حاجیوں کی خدمت کیا کرتا تھا اور خدمت کرنا حاجیوں کی اچھا عمل ہے صلح ہے اس کے اس اچھے عمل کو مد نظر رکھتے ہوئے لوگوں نے جب وہ مر گیا تو اس کا بت بنایا اور اس شخص کو اپنا وسیلہ بنایا تاکہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دے وہ نیک اور صالح انسان تھا اور حقیقتاً اس کی عبادت کی گئی۔ وہ کہتے ہیں﴿مَا نَعْبُدُهُمْ﴾ تم جھوٹ بولتے ہو یہی تو عبادت ہے۔ وہ کیا کرتے تھے ،بتوں کو کیا کرتے تھے ؟ پکارتے تھے بتوں کو نذریں نیازیں کرتے تھے ، قربانیاں کرتے تھے ، مجاوری کرتے تھے یہی تو عبادت تھی اسی کو تو عبادت کہتے ہیں۔" أَوْ نَبِيًّا"یا نبی ﷺ "مِثْلَ عِيسَى" جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام ۔ ستو کو عربی میں سویق بولتے ہیں"يَلُتّ السَّوِيقَ"، "يَلُتّ" وہ ستو بناتا تھا۔

سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب اليك